سوال

(377) کتاب البیوع

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کتاب البیوع

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کتاب البیوع

افتتاحیہ

ازافادات یگانہ زمان حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ افضل کسب بیع مبرور اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا ہے ۔ اللہ دوست رکھتا ہے حرفہ کرنے والے کو۔ سچے تاجر امانت دار کا حشر ہمراہ نبیوں اور صدیقوں کے ہوگا۔ حدیث میں بہت سی چیزوں کی بیع سے منع کیا ہے ۔ بہت سی بیع کو ناجائز فرمایا ہے ۔ ان ممنوع صورتوں کا رواج آجکل بہت ہے ۔ یہ بھی ایک فتنہ ہے اسلام میں جب لین دین موافق شرع کے نہ ہو۔ جو رزق اس کے ہاتھ آئے گا۔ وہ حرام نہ حلال پھر جب حرام ہے پرورش بدن کی ہوئی ۔ تو پھر یہ بدن لائق دوزخ کے ہوا۔ نہ لائق جنت کے ۔ اس فتنے میں پڑھے اوران پڑھے سب گرفتار ہیں ۔ کسی طرح کی پرواہ حلت رزق میں نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی عبادات میں اثر قبولیت نہیں ۔ ان کے کاموں میں کوئی برکت نہیں ۔ اسلام کا نور چہرے پر نہیں ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکواۃ ۔ صدقہ ۔ خیرات سب کچھ کرتے ہیں ۔ لیکن مال حرام پر بنیاد ہے ۔ حرام مال کو صدقہ میں دینا ۔ اجر کی امید رکھنا قریب کفر ہے ۔ اس وقت میں کوئی مال اشتباہ سے خالی نہیں ۔ مقلدوں نے لینا سود کا دارالحرب میں جائز کردیا ہے ۔ قرآن وحدیث میں کسی جگہ سود کو حلال نہیں کہا۔ بلکہ سود خواری کو خدا سے لڑائی کرنا فرمایا ہے ۔ سینکڑوں رقم خلاف شرع کی آمدنی ہوتی ہے ۔ وہ سب مال بلاشک حرام ہے ۔

یہ ایسا فتنہ عام ہے جس سے بچنا مشکل ہے ۔ دھواں تو اس کا ضرور ہی ہر شخص کو لگ جاتا ہے ۔ اب تو عبادات اور معاملات سب کے سب خراب ہیں ۔ نام کی مسلمانی رہ گئی ہے ۔ سارا اسلام آپس کے رودقدح میں منحصر سمجھا گیا ہے ۔ قیامت جلدی نہ آوے تو پھر کیا ہو۔ آخر شرار امت ہی پر قائم ہوگی ۔ حلال کا طلب کرنا مسلمان کے لئے واجب ہے ۔ اللہ تعالیٰ سوائے حلال کے کسی حرام کو قبول نہیں کرتا۔ جھوٹ فریب رغبت چالاکی سے جو رزق حاصل ہوتا ہے ۔ وہ آخر کو دوزخ کا کندہ بنانا ۔ حدیث میں آیا ہے کہ آدمی لمبا سفر کرتا ہے ۔

پریشان بال پریشان حال ہوتا ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر رب رب کرتا ہے۔ اس کا کھانا حرام۔ پینا حرام۔ پہننا حرام۔ غذا حرام پھر کس طرح اس کی دعا قبول ہو۔ اس کو مسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے ایک زمانہ ایسا آوے گا۔ کہ آدمی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال مال ہے یا حرام یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا آیا ہے۔ حرام خوری۔ زنا کاری۔ سبب ہے دخول نار کا۔ اس حدیث کو ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔

رزق حلال کی تاکید میں رزق حرام سے بچنے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ مگر کون سنتا ہے سمجھتا ہے۔ اب تو جو کچھ ہے مال ہی مال ہے۔ ایمان رہے یا جائے۔ مال داروں کی قدر ہے ان پر حسد ہے۔ ایک شعبہ بیع میں کمی کرنا ہے۔ ماپ تول میں غلہ وغیرہ کے اس کا بھی خوب رواج ہے۔ دوسرا شعبہ غش (کھوٹ) ہے۔ یہ ہر چیز میں ملتا ہے مصنوعی اور یہ مصنوعی روغن وزعفران وغیرہ اشیاء کا لین دین بدستور جاری ہے۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ لیس منا من غشانا (دھوکے باز ہماری امت سے خارج ہیں) جعلی روپے اشرفی نوٹ بھی بننے لگے۔ موتی جواہر ڈھلنے لگے۔ نقود تا عروض کوئی ایسی چیز معلوم نہیں ہوتی۔ جس میں جعل کا دخل نہ ہو۔ کوئی معاملہ بیع کا نظر نہیں آتا جس میں کوئی منکر شرعی موجود نہ ہو کوئی عبادت ایسی نہیں۔ جس میں فساد مذہبی قائم نہ ہو دعوے اسلام کا تو ہم سب کو خوب دھوم دھام سے ہے۔ لیکن سوائے چھلکے کے مغز کا کہیں اتا پتا نہیں مفاسد بیوع و منکرات دادوستد اس قدر ہیں۔ کہ ایک کتاب علیحدہ چاہیئے واسطے بیان جزئیات مذکور کے جس کو علم قرآن وحدیث ہے۔ وہ جلد درمیان حلال وحرام کے تمیز کر سکتا ہے۔ (ماخوذ)

سوال زید نے بہ سبب اشد ضرورت کے اپنی کاشت کھیت ایکھ یعنی گنا پر سال آئندہ کے واسطے روپیہ قرض لیا اور قرض لینے کے وقت یہ کہا۔ کہ اس وقت میرا کھیت گنا تین ماہ کا بویا ہوا ہے۔ سال آئندہ کو گنا تیار ہونے پر بہ نرخ چھ آنہ یا آٹھ آنہ فی من نجوشی دوں گا۔ اس طور کی خرید وفروحت شرعا صحیح ہے۔ یا نہیں؟

جواب۔ صورت مرقومہ میں اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔ جو جائز ہے نرخ اور جگہ مقرر ہونی چاہیئے اللہ اعلم۔

شرفیہ

سوال کی عبادت سے اسکا بیع سلم ہونا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لئے کہ بیع سلم میں راس المال یعنی رقم قرض کی تعین لازم ہوتی ہے۔ ایسے ہی مسلم فیہ اور اجل کی بھی اور صورت مرقومہ میں کچھ بھی نہیں اور شے معین میں بھی سلم نہیں ہوتی۔ اور اجل معلوم سے مراد سال۔ ماہ۔ دن کی تعین ہوتی ہے۔ اور صورت مرقومہ میں تاریخ۔ دن کی تعین نہیں۔

قال رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شی فلیسلف فی کیل معلوم دوزن معلوم الی اجل معلوم متفق علیہ (مشکواۃ ص ۳۵- ج ۱) وقال فی نیل الاوطار قولہ فی کیل معلوم احترز بالکیل عن السلم فی الاعیان وبقولہ معلوم عن المجہول من المکیل ولموزون وقد کا نوافی المدینہ حین قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسلمون فی ثمار نخیل باعیانہا فنہاہم ین زلک الخ (ص ۱۹۲ج ۵)

اور صورت مرقومہ فی السوال میں تعین کھیت کی ہے۔

تشریح

بیع سلم نام ہے۔ اس بیع کا کہ بالفعل روپیہ دے دیا جائے۔ اور جنس ٹھرالی جائے۔ کہ اتنی مدت تک لوں گا۔ مثلاً سو روپیہ ایک شخص کو بالفعل دے دیا۔ اور اس سے ٹھرایا کہ دو مہینہ میں گیہوں سو من اس قسم کے لوں گا۔ اس کو عربی میں بیع سلم کہتے ہیں۔ پھر اگر شرطیں پائی جایئں تو یہ بیع درست ہے۔ جو کوئی بیع سلم کرے۔ اس چیز میں کہ بیچی جاتی ہے۔ تل کر جیسے زعفران وغیرہ۔ تو سلم کرے وزن معلوم میں مثلاً چار تولے یا پانچ تولے۔ اور مدت معلوم تک جیسے ایک مہینہ یا ایک برس اور مثل اس کے اس سے معلوم ہوا کہ اس میں مدت کا معلوم ہونا شرط ہے۔ اور یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مالک رحمۃ اللہ علیہ واحمد رحمۃ اللہ علیہ کا (حاشیہ ترمذی نولکشور مترجم ص 409 ج 1)

شرائط بیع سلم

<u>ملخص از بدورا اھلہ از نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ</u>

اول آنکہ قدر مسلم فیہ و جنس آن مذکور گردو زیراکہ جز بایں زکر معلوم نمی تواند شد و شارع معلومیت را شرط کردہ کما تقدم۔

دوم معرفت امکانش نزد حلول چہ اگر در سلم زکر وسے کند کہ دال بر عدم امکان باشد بر غرض مقصود از سلم عاید بہ نقض گردد و دال است بر انعدام آن در حال عقد حدیث

عبد الرحمٰن بن ابزیٰ و عبد اللہ بن ابی اوفیٰ قال کنا نصیب المغانم مع رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یاتینا انباط من انباط الشام فنسفهم ف الحنطۃ والشعیر والذیت الی اجل مسمی قیل اکان لھم زرع ام لم یکن قال ماکنا نسالھم عن زالک وفی روایۃ وکنا نسلف علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر فالحنطۃ والشعیر والزبیب وما نراہ عندھم اخرجہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ وسکوت نبوی تقریر ست

سوم آنکہ ثمن مقبوض باشد در مجلس ولا بداست ازیں شرط بلکہ مسلم تمام نمی شود مگر بایں قبض ورنہ از <u>بیع کالی (1)</u>۔ بکالی باشد واراں نہی آمدہ و صحیح است بہر حال زیراکہ اولہ دلالت ندارد مگر بہ اشتراطیست معلوم ثمن از برائے مسلم و مسلم الیہ وایں ہمہ در ہمہ اموال ممکن است دورا نکشاف روئے ہماں حکم است کہ گزشت در خیار عیب و در صرف چہ دلیل والاست بر رد کردن بر صاحب دے بنا پر عیب۔

چہارم آنکہ اجمش معلوم باشد وایں منصوص علیہ نص و مدلول علیہ دلیل مقدم است ص 362)

خلاصہ یہ کہ جس چیز کی بدھنی کی جارہی ہے۔ اس کا وزن اور جنس معلوم ہونی چاہیے۔ وقت مقررہ پر اس کی وصول یابی کا یقین ہونا بھی ضروری ہے۔ قیمت مقررہ طے شدہ کو وقت بیع ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر قیمت مقررہ ادا نہ کی گئی تو ادھار کی بیع ادھار کے ساتھ لازم آئے گی۔ اور یہ منع ہے اور ہر قسم کے مال میں بدھنی درست ہے۔ مگر گھٹیا بڑھیا کی تشریح ہونی چاہیے۔ ورنہ مال والا مختار ہے۔ کہ مال ردی دیکھ کر اس کو رد کردے۔ اور وقت بھی مقرر ہو کر معلوم ہو جانا شرائط میں سے ہے۔ مصنف عون المعبود قدس سرہ فرماتے ہیں۔

قد اختلف العلماء فی جواز السلم فیما لیس بموجود فی وقت السلم اذا امکن وجودہ فی وقت حلول الاجل فذھب الی جوازہ الھور قالوا ولا یضر انقطاعہ قبل الحلول الی اخرہ عون المعبود ج ۳ ص ۲۹۳ (مولف)

بیع سلم یعنی بدھنی کرنا کاشت کار وغیرہ سے ساتھ نرخ معلوم کے گندم ہو یا جو ہو بصفت معلومہ اور ساتھ اجل معلوم کے درست ہے بلا کراہیت جیسے کے کتب احادیث اور فقہ سے واضح ہوتا ہے۔ اور یہ شرط کر کے بدھنی کرنا کہ بروقت فصل کے بازار کے نرخ سے سیر دو سیر مثلاً زیادہ لیں گے۔ جائز نہیں ہے شرعاً حررہ سید محمد نزیر حسین عفی عنہ۔ (فتاویٰ نزیریہ جلد 2 ص 11)

سوال۔ اس صورت میں کہ ان شہروں میں بیع سلم رس میں اکثر لوگ بتلاہیں۔ اور رس العند القعد کسی جگہ موجود نہیں ہوتا۔ اور حضرت امام الھمام حضرت ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیع سلم میں موجود ہونا مسلم فیہ کا وقت عقد سے وقت استحقاق تک شرط ہے۔ سورت مزکور وقت استحقاق کے بکثرت موجود ہوتا ہے۔ اس صورت میں حنفی الذھب کو برائے رفع حرج اور ضرورت صحت بیع سلم کے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر عمل کرنا ازروئے اصول حنفیہ کے جائز ہے یا نہیں الخ

الجواب۔ (ملخص) معاملہ بیع سلم رس میں اوپر مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بلا تردد کریں کیونکہ التزام ایک مذہب معین کا فرض واجب نہیں۔ چنانچہ مسلم الثبوت و تحریر ابن الھمام و شرح بحر العلوم عبد العلی و مولانا نظام الدین وامیر الحاج و عقد الفرید و شر نبلالی و طحاوی و رد المختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ کما لا یخفی علی العالم الماھر بالاصول والفروع واللہ اعلم۔ (سید محمد نزیر حسین (فتاویٰ نزیریہ جلد 2 ص 11)

1۔ ادھار کی بیع ادھار کے ساتھ اس طور پر زید نے بکر کو کچھ مال ادھار فروخت کیا۔ اور وقت مقررہ پر جب وہ قیمت ادا نہ کر سکا۔ تو زید نے پھر دوبارہ ایک مدت کے لئے اس کو بکر کے ہاتھ بیچ دیا۔ والصلہ النہی غر بیع مالم یقبض (لمعات)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص353

محدث فتویٰ